طلب حدیث کے لیے اکابر کے اسفار

مولانا محمد صہیب

اللہ رب العزت نے جس طرح قرآن پاک کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے، اسی طرح قرآن پاک کی تفسیر کی صورت میں جو احادیث مبارکہ ہیں، ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اللہ تعالی نے لی ہے، یہ دین اللہ کا ہے اور قیامت تک اس کو قائم رکھنا ہے، اس کے لیے ہر دور میں ایسے رجالِ کار پیدا فرمائے ہیں، جنہوں نے طلبِ علم کے واسطے دور دراز کے سفر کیے، مشقتیں جھیلیں، اس علم کو حاصل کیا اور ہم تک پہنچایا، زیرِ نظر مضمون میں انہی میں سے چند کے بعض رحلاتِ علمیہ ذکر کیے جائیں گے۔

ان حضرات کا علم حدیث کی خاطر دور دراز کا سفر کرنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے، ان طویل اور مشقت انگیز اسفار کی داستاں صرف دل چسپ ہی نہیں، بلکہ تاریخ کا ایک اہم باب ہے، تذکرۂ محدثین میں اسے اہتمام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

محدثین کے تراجم میں رحّال (بہت سفر کرنے والا) جوّال (بہت گھومنے والا) اکثر الجوال، مکحولا الیہ، رُحلۃ (منتہائے سفر) جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں، چناں چہ ابن العماد الحنبلی متوفیٰ 1089ھ نے "ابن مندہ متوفیٰ 395ھ" کے بارے میں لکھا ہے:

"طوّف الدُّنیا وجمَعَ وکتبَ مالاینحصَر" (شذرات الذھب، 3/ 281، ط: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولی: 1419ھ۔)

یعنی ساری دنیا میں پھرے ہیں اور اتنا کچھ لکھا اور جمع کیا جس کا شمار نہیں۔ اسی طرح امام ابوالحسین محمد الجرجانی کے بارے میں "رحّال، جوّال" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، 3 / 128، ط: ایضا، الطبعۃ الثانیۃ: 1428ھ۔)

اور حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی 852ھ کے بارے میں "العلامۃ الرُّحلۃ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ (نزھۃ النظر، ق: 1/ب، مخطوط۔)

علّامہ تاج الدین سُبکی متوفی 771ھ نے "ابونُعیم اصبہانی" کے بارے میں لکھا ہے: "کان مکحولا الیہ فی وقتہ"۔ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، 2/255، ط: دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولیٰ: 1420ھ۔)

ان حضرات نے طلب حدیث کی لیے مشرق ومغرب، شمال وجنوب کے علاقے چھان مارے، اس قسم کے الفاظ اور عبارتیں تذکرۂ محدثین میں عام ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ایک صحابی جو ملک شام میں رہتے تھے، مجھے اُن کے بارے میں معلوم ہوا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی حدیث سنی ہے، جو میں نے نہیں سنی، تو میں نے اسی وقت اونٹ خریدا اور اس پر کجاوہ کس کر ایک ماہ تک چلتا رہا، شام میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچا، دربان سے کہا: اندر بتاؤ جابر دروازہ پر کھڑا ہے۔ دربان نے جب اندر خبر دی، تو انہوں پوچھا: جابر بن عبداللہ؟ اُس نے عرض کیا: جی ہاں! یہ سنتے ہی وہ باہر تشریف لائے اور معانقہ کیا، میں نے پوچھا: آپ کے واسطے سے ایک حدیث پہنچی ہے، میں ڈرا کہ مبادا موت آجائے اور میں اس کو سننے سے محروم ہو جاؤں، یہ سن کر انہوں نے وہ حدیث سنائی، جو قصاص کے متعلق تھی۔ (مسند احمد، الادب المفرد، بحوالہ فتح الباری، 1/174، ط: دارالفکر۔)

اسی طرح ایک دل چسپ واقعہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے، انہوں نے ایک حدیث براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی، مگر اس میں کچھ تردُّد پیدا ہوا، جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس وقت دربارِ رسالت میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، اب وہ مصر میں مقیم تھے، انہوں نے سفر شروع کیا، حضرت عقبہ بن عامر کے پاس پہنچے اور فرمایا: مجھ سے وہ حدیث بیان کرو، جو تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمان کی پردہ پوشی کے متعلق سنی تھی، اِس وقت میرے اور تمہارے علاوہ اس حدیث کو سننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حدیث دہراتے ہیں، وہ حدیث سنتے ہی فوراً واپس روانہ ہو جاتے ہیں، حدیث یہ تھی: "مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا فِی الدُّنْیَا علیٰ خزیَۃ سترہُ اللّٰہُ یومَ القِیامَۃ" جو کسی مسلمان کی برائی کی دنیا میں پردہ پوشی کرتا ہے، قیامت کے دن اللہ رب العزت اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ (مصنف عبدالرزاق، 10/228، ط: دارالقرآن، الطبعۃ الاولیٰ: 1416ھ۔)

یہ تو صحابہ کرام کے واقعات کا ایک نمونہ تھا، اس کے بعد دورِ تابعین اور بعد والوں کے اِن اسفار میں اور ترقی ہوئی، طلب حدیث کے لیے پیادہ پا چلنا، سمندروں اور برِّاعظموں کو پار کر لینا اُن کے نزدیک معمولی بات تھی حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ متوفی 94ھ فرماتے ہیں: کہ میں ایک حدیث کے لیے کئی دن اور راتیں پیدل سفر کرتا تھا۔ (فتح

البارى، 1/ 145، ط: دار الفکر۔)

حضرت یحییٰ بن مَعین رحمہ اللہ متوفیٰ 233ھ فرماتے ہیں: چار آدمیوں سے خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی، چوکیدار، قاضی کا دربان، محدّث کا بیٹا، جو طلبِ حدیث کے لیے سفر نہ کرے۔ (الرحلۃ فی طلب الحدیث، ص: 154، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولیٰ: 1413ھ۔)

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ متوفی 162ھ فرماتے ہیں: کہ اللہ رب العزت اس امّت سے بہت سے عذابوں کو اصحابِ حدیث کے رحلات کی وجہ سے ٹال دیتے ہیں۔ (مرجع سابق، ص: 155۔)

حضرت زکریا بن عدی رحمہ اللہ متوفیٰ 212ھ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالی نے کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ طلبِ حدیث کے اسفار کی وجہ سے اللہ تعالی نے مغفرت فرمادی۔ (مرجع سابق، ص: 156۔)

حضرت عبدالرحمان بن مندہ متوفی 395ھ ایک طویل سفر پر نکلے، مختلف شہروں، ملکوں میں گھومے، وہاں سے علمِ حدیث حاصل کیا، تیس سال اِس سفر میں گزار دیے، جب واپس لوٹے تو چالیس اونٹوں پر ان کی کتابیں لدی ہوئی تھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ، 12/ 272، ط: دار ابنِ کثیر، الطبعۃ الاولیٰ: 1428ھ)

حضرت عامر بن شرحبیل رحمہ اللہ تعالی متوفی ۱۰۵ھ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص شام کے ایک کنارہ سے یمن کے دوسرے کنارہ تک صرف ایک کلمہ (بات) جو اس کو بعد میں نفع دے، سیکھنے کے لیے سفر کرے، تو میرے خیال میں اُس کا یہ سفر ضائع نہیں ہوگا۔ (الرحلۃ، مرجع سابق، ص: 157)

مشہور تابعی حضرت مکحول ہُذَلی رحمہ اللہ متوفیٰ 113ھ فرماتے ہیں: "طُفْتُ الأَرضَ کُلَّھا فِی طلَبِ الْعِلمِ" میں طلبِ علم کے لیے ساری دنیا پھرا ہوں اور جو میں یاد کرتا ہوں، وہ میرے سینے میں محفوظ ہوجاتا ہے، جب چاہتا ہوں نکال لیتا ہوں۔ (صفحات من صبر العلماء، ص: 50، ط: المکتبۃ الغفوریۃ، الطبعۃ الثالثۃ)

حضرت بقی بن مخلد رحمہ اللہ متوفیٰ 276ھ نے طلب حدیث کی خاطر دو پیدل سفر کیے، ایک سفر مصر و شام کا اور دوسرا حجاز و بغداد کا، پہلا سفر چودہ سال پر اور دوسرا سفر بیس سال پر مشتمل تھا۔ (مرجع سابق، ص: 60۔)

ابن الجوزی رحمہ اللہ متوفیٰ 597ھ نے "صید الخاطر" میں لکھا ہے کہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے دو مرتبہ دنیا کا چکر کاٹا، پھر جا کر "مسند" تیار کی۔ (مرجع سابق، ص: 54۔)

ابن ابی حاتم رازی نے اپنی کتاب "الجرح والتعدیل" میں اپنے والد ابو حاتم رازی متوفیٰ 277ھ کے بارے میں لکھا ہے کہ: پہلی مرتبہ جب سفر پر روانہ ہوئے، تو سات سال سفر میں گزار دیے اور یہ سارا سفر پیدل طے کیا، وہ فرماتے ہیں:

میں مسلسل چلتا رہتا اور فرسخ شمار کرتا رہتا تھا، جب ہزار فرسخ مکمل ہو جاتے تو ٹھہر جاتا، (ایک فرسخ تقریباً پانچ کلومیٹر ہوتا ہے) بغداد، کوفہ کا تو کوئی مرتبہ سفر کیا، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ بھی بارہا سفر کیا، اقصیٰ کی مغربی جانب "سلا" شہر کی طرف پیدل چلا، وہاں سے رَملَہ اور رملہ سے بیت المقدس، اسی طرح رملہ سے عسقلان، رملہ سے طبریہ وہاں سے دمشق، دمشق سے حمص اور وہاں سے انطاکیہ، انطاکیہ سے طرسوس اور یہاں سے پھر حمص لوٹا۔ حضرت ابوالیمان سے حدیث کے متعلق کچھ پوچھنا تھا، پھر حمص سے بیسان اور بیسان سے رقہ کا سفر کیا، یہ سارا سفر پیدل تھا، پھر رَقہ سے کشتی پر سوار ہوا، اسی طرح واسط سے نیل اور نیل سے بغداد کا سفر بھی کیا، یہ میرا پہلا سفر تھا، 213ھ میں گھر سے نکلا تھا اور 221ھ واپس لوٹا، دوسرا سفر تین سال کا تھا......۔ (مرجع سابق، ص:60)

ابن المقری محمد بن ابراہیم متوفیٰ 381ھ فرماتے ہیں کہ: میں نے مفضل بن فضالہ مصری کے نسخے کے حصول کے لیے ستر مرتبہ سفر کیا۔ (تذکرۃ الحفاظ، مرجع سابق، 3/973۔)

حضرت ابوالعالیہ تابعی رحمہ اللہ متوفی ۹۳ھ فرماتے ہیں: میں طلب حدیث کے واسطے ایک آدمی کی طرف سارا دن سفر کرتا اور سب سے پہلے اُن کی نماز دیکھتا، اگر ٹھیک ٹھیک نماز پڑھنے والے ہوتے، تو وہاں قیام کرتا اور ان سے حدیث سنتا، ورنہ واپس آجاتا اور یہ خیال کرتا کہ وہ باقی کاموں کو نماز سے زیادہ خراب کرنے والا ہوگا۔ (الرحلۃ فی طلب الحدیث، مرجع سابق، ص:162)

حضرات محدثین اِن رحلات کے ساتھ "آداب طلب الحدیث" بھی ذکر کرتے ہیں، تاکہ طالبِ حدیث کے یہ رحلات قیمتی بنیں، اور کماحقہ استفادہ کیا جائے، یہ نہ ہو کہ ایک صاحب دُور دراز کا سفر کریں آداب سے عاری ہوں اور خالی ہاتھ واپس لوٹیں، لہٰذا اختصار کے ساتھ چند آداب ذکر کیے جاتے ہیں:

اپنی نیت صاف رکھے، صرف اللہ کی رضا مقصود ہو، اس کے علاوہ کوئی غرض و لالچ نہ ہو۔

پہلے علاقہ کے مشائخ سے علم حدیث حاصل کرے، پھر باہر کا سفر کرے۔

اچھے اخلاق کا اپنانا ضروری ہے، کیوں کہ جو اس سے محروم کیا گیا، وہ بہت بڑی خیر سے محروم کیا گیا، حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ: اصحابِ حدیث میں وہی شخص داخل ہو سکتا ہے، جس کا چہرہ کھلا رہتا ہو۔ (شرف اصحاب الحدیث ص:19، ط: دار احیاء السنۃ النبویۃ)

عبادات، آداب اور فضائلِ اعمال کے بارے میں جو احادیث حاصل ہوتی جائیں، اُن پر عمل کرتا جائے؛ تاکہ محفوظ رہیں اور اُن کی زکاۃ بھی ادا ہوتی رہے، حضرت بشر الحافی فرماتے تھے: اے اصحاب حدیث! اِس حدیث کی زکاۃ ادا کرتے رہا کرو، انہوں پوچھا: کس طرح حدیث کی زکاۃ ادا کریں؟ انہوں جواب دیا: ہر دو سو احادیث میں سے پانچ پر

عمل کرلو۔(الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع ص:1/144، ط:مکتبۃ المعارف، الطبعۃ الاولیٰ:1428ھ)

حضرت ابراہیم بن اسماعیل فرماتے ہیں: ہم حدیث کو یاد رکھنے کے لیے، اس پر عمل کرنے سے مدد حاصل کرتے تھے۔(مرجع سابق ص:2/259۔)

جن سے حدیث حاصل کریں ان کی عظمت دل میں ہو؛ تاکہ اُن سے مکمل استفادہ کرسکے، اور اُن کی راحت وآرام کا خیال رکھے، زیادہ دیر اُن کے پاس نہ ٹھہرے، جو وہ پڑھائیں، اُسی پر قناعت کرے، زیادہ ہوشیاری مت دکھائے۔ ابن الصلاح رحمہ اللہ متوفی 643ھ نے لکھا ہے کہ: جو یہ کام نہیں کرتا مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ علم سے محروم نہ ہوجائے۔ (معرفۃ انواع علم الحدیث ص:255، ط: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولیٰ:1423ھ)

جو سُنے اس کو مکمل لکھے، اس میں اختصار نہ کرے، اگر کچھ چھوٹ جائے تو دوسرے ساتھیوں سے معلوم کرلے، کسی قسم کی شرم نہ کرے، ورنہ بعد میں ندامت ہوگی، ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ: میں نے جب کسی شیخ کی باتیں لکھنے میں اختصار کیا تو مجھے بعد میں ندامت اٹھانی پڑی۔(الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، مرجع سابق، ص:2/187)

تکبر سے اپنے آپ کو پاک رکھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا رہے۔

یہ چند آداب ذکر کیے ہیں، موضوع تو بہت طویل ہے، مزید تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں ملاحظہ فرماسکتے ہیں:
الرِحلة فِی طلب الْحدِیث لِلخطِیب بغدادی متوفیٰ 463ھ، الجَامع لأَخلاق الرَّاوی واداب السَّامع للخطیب بغدادی، تذکرۃ السَّامِع والْمُتکلِّم فِی ادب العالم والمتعلِّم لابن جمَّاعة، جامع بیان العِلْم وفضْلِه، لابن عبد الْبَرّ متوفی 463ھ، معرفة انْواعِ عِلم الْحدیث، لابن الصَّلاح متوفی 643ھ، صفحاتٌ مِن صَبْر الْعلَماء لِعبد الفتَّاح ابو غدَّة متوفی 1417ھ، العلماءُ العزَاب الَّذین اٰثرُوا الْعلم علَی الزَّواج لعبد الفتاح ابو غدة، ابن ماجہ اور علم حدیث مولانا عبدالرشید نعمانی متوفی 1420ھ، ان کے علاوہ کتب تراجم سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

ابو الفضل عباس بن محمد خراسانی متوفی 271ھ نے کیا ہی خوب کہا ہے:

رَحلتُ اطلُبُ اَصلَ الْعِلْمِ مُجتهدًا وَزِینةُ الْمَرْءِ فِی الدُّنیا الأَحَادِیْثُ
لایَطْلُبُ الْعِلْمَ اِ لَا بَاذِل ذِکْرِہٖ وَلَیس یبْغضه اِلَّا الْمَخَانِیْث
لاتَعْجَبَنَّ بِمَالٍ سَوْفَ تَتْرکُه فَاِنَّمَا هٰذِہ الدُّنْیا مَوَارِیْثُ

میں نے اصلِ علم کو حاصل کرنے میں مشقتیں جھیلی ہیں، کیوں کہ دنیا میں آدمی کی زینت تو احادیث ہیں اور اس کو پختہ کار لوگ ہی حاصل کرسکتے ہیں، کمزور اور نامرد قسم کے لوگ تو اس سے نفرت کرتے ہیں اور ایسے مال ودولت سے محبت کرنا فضول ہے، جسے تم جلد ہی چھوڑ دوگے؛ کیوں کہ یہ تو بغیر محنت کے میراث میں بھی مل جاتا ہے۔